مسئلہ: محترم جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور، آج کل جو نئے فیشن کے طور پر مرد وخواتین اپنے جسم پر ٹیٹو بنواتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟ اور بدن میں ٹیٹو ہوتے ہوئے وضو اور غسل ہو گا یا نہیں؟ اور نماز کا کیا حکم ہے؟ اگر کسی نے پہلے بنوا لئے ہوں، تو ان کا کیا کرے؟ جبکہ پین والی سیاہی استعمال کی گئی ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْجَوَابُ حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا

واضح رہے کہ جسم کے کسی بھی حصہ پر ٹیٹو بنوانا شرعاً ناجائز اور گناہِ کبیرہ ہے، اور ٹیٹو بنانے اور بنوانے والوں پر اللہ رب العزت کی جانب سے لعنت کی گئی ہے، لہذا صورتِ مسئولہ میں جسم پر ٹیٹو بنانے کی قطعاً اجازت نہیں ہے، اور اگر کسی نے جسم پر ٹیٹو بنوا رکھے ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ کے حضور سچے دل سے توبہ کرے، اور اگر اسے زائل کرنا ممکن ہو تو بذریعہ علاج جسم سے اسے ختم کروائے، موجودہ دور میں اسے جدید طریقہ علاج سے مشقت کے بغیر زائل کرنا بھی ممکن ہو گیا ہے۔ رہی بات وضو و غسل کی تو دونوں ہو جاتے ہیں اور ٹیٹو کے ساتھ نماز بھی ہو جاتی ہے۔

١. كما في صحيح البخارى
"عن ابن عمر -رضي الله عنه- عن النبي صلّى الله عليه وسلّم، حيث قال: لعَنَ اللّٰهُ الواصلةَ والمُستوصِلةَ، والواشمةَ والمُستوشِمةَ". (رواه البخاري، عن عبد الله بن عمر، الرقم: ٥٩٣٧)

٢. كما في المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج
" الوشم وهي أن تغرز إبرة أو مسلة أو نحوهما في ظهر الكف أو المعصم أو الشفة أو غير ذلك من بدن المرأة حتى يسيل الدم، ثم تحشو ذلك الموضع بالكحل أو النورة فيخضر ... فإن طلبت فعل ذلك بها فهي مستوشمة، وهو حرام على الفاعلة والمفعول بها باختيارها والطالبة له ... وسواء في هذا كله الرجل والمرأة . والله أعلم". (٢٣١/٧ ، كتاب اللباس والزينة ، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة ، تحت الرقم :٢١٢٥)

٣. كما في فتح البارى شرح صحيح البخارى
"إلا بالجرح فإن خاف منه التلف، أو فوات عضو، أو منفعة عضو، أو حدوث شين فاحش في عضو ظاهر، لم تجب إزالته وتكفي التوبة في هذه الحالة، وإن لم يخف شيئاً من ذلك ونحوه لزمه إزالته ويعصي بتأخيره، وسواء في ذلك كله الرجل والمرأة". (١٠/ ٣٧٢)

٤. كما في ردالمحتار على الدر المختار
"يستفاد مما مرّ حكم الوشم في نحو اليد، وهو أنه كالاختضاب أو الصبغ المتنجس؛ لأنه إذا غرزت اليد أو الشفة مثلاً بإبرة، ثمّ حشي محلها بكحل أو نيلة ليخضر، تنجس الكحل بالدم، فإذا جمد الدم، والتأم الجرح بقي محله أخضر، فإذا غسل طهر؛ لأنه أثر يشق زواله؛ لأنه لايزول إلا بسلخ الجلد أو جرحه، فإذا كان لايكلف بإزالة الأثر الذي يزول بماء حار أو صابون فعدم التكليف هنا أولى. وقد صرح به في القنية فقال: ولو اتخذ في يده وشماً لايلزمه السلخ ..." الخ (كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في حكم الوشم، (٣٣٠/١) ط: سعيد)والله تعالى اعلم بالصواب

ڈاکٹر امجد علی عفی عنہ

رفیق دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

١٣/ ذیقعدہ/ ١٤٤٤ھ

03/ جون/ 2023ء

الجواب صحیح

الجواب صحیح

١٣ ذوالقعدہ ١٤٤٤ھ

3-6-23